Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۳۹۶

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۱۴ شعبان ۱۳۹۴ھ ۔ ۲ تبوک ۱۳۵۳ ہش ۔ ۲ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۰۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہم شہادت دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین، خیر المرسلین اور شفیع المذنبین ہیں

ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے ہم اُس پر توکل کرتے اور اسی کی طرف جھکتے ہیں

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَكُتُبِهٖ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاٰثَرْنَا الْقُرْاٰنَ كِتَابًا وَّمُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَلَا نَدَّعِي النُّبُوَّةَ وَلَا نَدَّعِي نَسْخَ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَشْهَدُ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَخَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ وَشَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ الْحَقَّ كُلَّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ وَحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَكُلُّ بِدْعَةٍ فِي النَّارِ وَاِنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِنَا عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا رَبِّنَا وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۳۲)

خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اِسی طرح اُس کے فرشتوں، رسولوں، کتابوں، جنت و دوزخ اور البعث بعد الموت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو اپنی کتاب کے طور پر اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی کے طور پر اختیار کر لیا ہے۔ ہم آپؐ کے بعد نہ تو مستقل نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسخ القرآن کے مدعی ہیں۔ اور ہم اِس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، خیر المرسلین اور شفیع المذنبین ہیں۔ اور ہم اِس بات کی بھی شہادت دیتے ہیں کہ تمام سچائیاں قرآن کریم اور احادیثِ نبوی میں موجود ہیں اور ہر بدعت آگ میں پڑنے کا موجب ہے اور ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمارے دِلوں میں کیا ہے ہم اُس پر توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف جھکتے ہیں اور تمام تعریفیں اوّل و آخر او ظاہر و باطن کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہیں جو وہ ہمارا اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

ربوہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

سر میں چکروں کی وجہ سے ضعف کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

تعلق باللہ کی بنیاد محبت پر رکھنی چاہیئے

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ عید الفطر فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۵ء میں تعلق باللہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کا اس سے زیادہ متکفل ہوتا ہے جتنا کہ ماں باپ اپنے بچوں کے متکفل ہوتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے تعلقات کی بنیاد اسی محبت پر رکھنی چاہیئے جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی نسبت ظاہر کرتا ہے۔ بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق ایسا رکھتے ہیں جو صرف خوف پر مبنی ہوتا ہے لیکن ایسا تعلق کبھی بھی انسان کے اندر روحانیت پیدا نہیں کرتا۔ وہی تعلق روحانیت کو پیدا کرتا ہے جس میں خوف کے ساتھ محبت بھی شامل ہو بلکہ محبت کا پہلو غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ یعنی میری رحمت تمام باقی صفات پر غالب ہے اور مخلوقات پر جس شدت سے میری دوسری صفات نازل ہوتی ہیں اس سے زیادہ میری رحمت نازل ہوتی ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل تعلق انسان کا خدا تعالیٰ سے محبت کا ہے خوف کا حصہ یا تو کمزور انسانوں کے لئے ہے یا کامل انسانوں کے لئے ان معنوں میں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی سزا سے نہیں بلکہ اس کی ناپسندیدگی سے خوف رکھتے ہیں اور یہ خوف بھی محبت کی ایک شاخ ہے اس سے جدا نہیں۔ جو لوگ صرف سزا کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں وہ کبھی بھی اس کے حکموں کی حکمت سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور ان کا علم دین بھی مکمل نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ میں نے تو مار کے ڈر سے کام کرنا ہے وہ حکمت سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔ مگر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی اپنے فائدہ اور بہتری کے لئے خیال کرتا ہے اور جب اسے ظاہر میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی تو وہ اس حکم پر غور کرتا اور اس کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہتا ہے تب اس کی روحانی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور اس کی باطنی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ اسرارِ الٰہیہ کا واقف ہونا شروع ہو جاتا ہے۔" (خطبات محمود جلد اول صفحہ ۱۷۵)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ ماہ تبوک ۱۳۵۳ ھ

اللہ تعالیٰ کی ایک سُنّتِ مستمرّہ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنی ایک سُنّتِ مستمرّہ کا ذکر کیا ہے اور ازمنۂ گزشتہ میں اس سُنّت کے مسلسل وار ظہور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ سُنّت یہ ہے کہ

جب بھی پورا معاشرہ بے روح ہو جاتا، خدا کا نام تو لیا جاتا لیکن اسے زندہ محسوس نہ کیا جاتا، چہرے بے نور ہو جاتے اور پیشانیوں کی چمک باقی نہ رہتی، لوگ یہ سمجھنے لگتے کہ (نعوذ باللہ) خدا مر چکا ہے اور وہ اپنے گمان کے بموجب خود اپنے ہاتھوں سے اسے دفنا دیتے اور اسے مُردہ تصور کرتے ہوئے خود دنیا کے مزے لینے میں منہمک ہو جاتے اور ہر قسم کی بد دیانتی اور ظلم روا رکھنا ان کا شیوہ بن جاتا۔

تب خدا تعالیٰ ان کی اصلاح اور ہدایت کی طرف راہنمائی کی غرض سے آسمانی تدبیر بروئے کار لاتا اور اپنے ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ حق نیز ان کی اندرونی حالت کو صاف کرنے کی غرض سے دنیا میں بھیجتا۔

جب خدا کا یہ اخص بندہ انہیں خدا کی طرف بلاتا تو اُس بے روح اور بے خدا معاشرہ کی غالب اکثریت اپنی کثرت اور طاقت کے گھمنڈ میں مست ہو کر ظلم پہ اُتر آتی۔ خدا تعالیٰ اپنے اُس بندے کی صداقت کو دُنیا پر آشکار کرنے کے لئے نشان پر نشان ظاہر کرتا لیکن بے روح اور بے خدا معاشرہ کی غالب اکثریت کسی نشان سے بھی فائدہ نہ اٹھاتی، کوئی دلیل اس پہ اثر نہ کرتی اور وہ بغاوت و سرکشی اور ظلم و تعدی میں بڑھتی چلی جاتی یہاں تک کہ خدائی گرفت میں آئے بغیر نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنّت کے ظہور نیز بے روح اور بے خدا معاشرے کے ردِّ عمل اور اس کے انجام کا قرآنِ مجید میں بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

(۱) مامور من اللہ کی بعثت پر بے رُوح معاشرہ کا ردِّ عمل

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ
(الانعام آیات ۱۱۳، ۱۱۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے سرکشوں کو اسی طرح ہر نبی کا دشمن بنا دیا تھا۔ ان میں سے بعض بعض کو دھوکا دینے کیلئے (انکے دل میں) بُرے خیال ڈالتے ہیں جو محض ملمع کی بات ہوتی ہے۔ اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس تو ان کو بھی اور ان کے جھوٹ کو بھی نظر انداز کر دے اور خدا نے یہ اسلئے چاہا تاکہ قیامت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل (اپنے اعمال کے نتیجہ میں) ایسی ہی باتوں کی طرف جھکیں اور تا وہ اس (یعنی جھوٹ) کو پسند کرنے لگ جائیں اور تا وہ اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ لیں۔

(۲) بے روح معاشرے کی اکثریت گم کردہ راہ

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝
(الانعام آیات ۱۱۷ تا ۱۱۸)

ترجمہ:۔ اور اگر تُو زمین میں (بسنے والوں) میں سے اکثر کی پیروی کرے تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے۔ وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ تیرا ربّ ہی یقیناً اُسے جو اس کے راستہ سے بھٹک جاتا ہے بہتر جانتا ہے اور وہی ہدایت یافتوں کو بھی جانتا ہے۔

(۳) بے روح معاشرہ کی غالب اکثریت کو آخری انتباہ

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
(الانعام آیت ۱۳۶)

ترجمہ:۔ تُو کہہ دے اے قوم! تم اپنے طریق پر عمل کرو میں بھی (اپنے طریق پر) عمل کروں گا۔ پھر تم جلد ہی معلوم کر لو گے کہ اس گھر (یعنی دنیا) کا انجام کس کے حق میں ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

(۴) بے رُوح معاشرہ کا طرزِ عمل اور اس کا عبرتناک انجام

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۗ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝
(الانعام آیات ۱۲۴، ۱۲۵)

ترجمہ:۔ اور ہم نے ہر اک بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو ایسا ہی بنا دیا ہے (یعنی وہ اپنے بُرے اعمال اچھی شکل میں دیکھتے ہیں) جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس (بستی) میں نبیوں کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔ اور جب ان کے پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں ویسا ہی کلام نہ دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ (سب سے زیادہ) جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ جن لوگوں نے گناہ کیا ہے انہیں بوجہ اس کے کہ وہ (نبی کے خلاف) تدبیریں کرتے ہیں اللہ کی طرف سے ضرور ذلّت اور سخت عذاب پہنچے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سُنّتِ مستمرّہ کے بار بار ظہور نیز اس پہ بے رُوح اور بے خدا معاشرے کے یکساں ردِّ عمل اور اس کے انجام کو ایک اور جگہ خلاصۃً بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت آیات ۷۲ تا ۷۵)

ترجمہ:۔ اور ان سے پہلے بہت سی قومیں گمراہ ہو چکی ہیں اور ہم ان میں ڈرانے والے بھیج چکے ہیں پھر دیکھو کہ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا انجام کیا ہوا؟ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے (جو بچائے گئے)۔

ایک طرف بے رُوح اور بے خدا معاشرے کی غالب اکثریت کی خدا تعالیٰ سے بغاوت، سرکشی و طغیان اور بندگانِ خدا پر ظلم و تعدی کی یہ کیفیت ہوتی اور دوسری طرف مامور من اللہ پر ایمان لانے والے سعید الفطرت نیک سرشت اور خدا ترس معدودے چند افراد اپنی بے چارگی و بے بسی کے عالم میں ان سب مظالم کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے خدا کو پکار رہے ہوتے کہ

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

(آلِ عمران آیات ۱۹۴، ۱۹۵)

ترجمہ:۔ اے ہمارے ربّ! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز کو سُنا ہے جو ایمان (دینے) کیلئے بُلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اسلئے اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملا کر) وفات دے۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں وہ کچھ دے جس کا تُو نے اپنے رسولوں کی زبان پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کیجو۔ تُو اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے ان قلیل، کمزور اور بے کس بندوں کی دعائیں قبول کر کے ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا رہا۔ اور بے روح اور بے خدا معاشرے کی غالب اکثریت کے گھمنڈ کو توڑ کر اور انکے منصوبوں کو خاک میں ملا کر اپنے غریب بندوں کو اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا اور انہیں کامیاب کرتا چلا گیا۔ وہ کیوں نہ ایسا کرتا بلکہ وہ اپنی سنّت کو کبھی نہیں بدلا کرتا جیسا کہ خود اُس نے فرمایا ہے:۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (الاحزاب آیت ۶۳)

استقامت — دائمی راحت اور دلی سکینت حاصل کرنیکا ایک ذریعہ

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کارکن نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ

استقامت ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی صفت ہے جو دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے کامیابی اور ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جو قومیں اور جماعتیں اپنے اعمال و کردار میں اپنی جدوجہد میں اور بالخصوص مشکلات و مصائب کے پُرخطر ادوار میں جبکہ ہر طرف ابتلاؤں ہی ابتلاؤں اور آزمائشیں ہی آزمائشیں نظر آرہی ہوں استقامت دکھاتی ہیں اور اپنی قومی اور جماعتی خصوصیات کو قائم و برقرار رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ وہ یقیناً بالآخر کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوتی ہیں مشکلات کی تند و تیز ہوائیں انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور مصائب کے ہولناک طوفان بھی ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے قدم استقامت کے ایک ایسے پہاڑ پر واقع ہوتے ہیں جن کے ساتھ مخالفانہ طوفان آ آ کر ٹکراتے ہیں مگر ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور بالآخر فتح اور ظفر مندی ان کے قدم چومتی ہے اور وہ ترقی کی بلندیوں کو پھلانگتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے۔ استقامت کی صفت مومنوں کی ایک امتیازی خوبی قرار دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی پاک کتاب قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا
اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ
أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي
كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔

(حم سجدہ)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر وہ اپنے رب پر ایمان رکھنے میں استقامت دکھائیں گے تو یقیناً ان پر فرشتوں کا نزول ہوگا۔ جو انہیں کہیں گے کہ تم مطلق خوف نہ کھاؤ اور نہ غم کرو۔ ہم اس جنت کی تمہیں بشارت دیتے ہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ
وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

(الشوریٰ)

یعنی اے مومن! تو لوگوں کو دین کی طرف آنے کی دعوت دیتا چلا جا اور دین پر اس استقامت کے ساتھ قائم رہ جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے گویا دین کی راہ میں کبھی لغزش نہیں آنی چاہیئے۔ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کا نمونہ بھی ہمیں دین کی راہ میں صبر و ثبات اور استقامت کی دعوت دیتا ہے انتہائی نامساعد حالات میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے استقامت کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا جس کی تاریخ عالم میں نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے مسلمانوں سے بھی یہی توقع اور امید رکھی ہے کہ وہ بھی اپنے اعمال و کردار میں استقامت پیدا کریں گے۔ چنانچہ ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ
عَنْهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ
الْعَمَلِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي
يُدَاوِمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند اور محبوب تھا جس پر مداومت اختیار کی جائے اور استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہا جائے۔

ایک اور موقع پر رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ
اسْتَقِمْ (مسلم)

یعنی اے مومن تو کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور پھر اس ایمان پر استقامت اختیار کر۔

مطلب یہ کہ کوئی مصیبت کوئی آفت اور کوئی ابتلاء ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو تمہیں ایمان باللہ سے منحرف کر سکے گویا ہر حالت میں خواہ وہ عسر کی ہو یا یُسر کی مومن اللہ تعالیٰ پر زندہ اور کامل ایمان پر قائم رہتا ہے اور اس پر توکل رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کے بطل جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام استقامت کی تعریف بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"۱۔ استقامت سے کیا مراد ہے ہر ایک چیز جب اپنے عین محل اور مقام پر ہو وہ حکمت اور استقامت سے تعبیر پاتی ہے مثلاً دوربین کے اجزاء کو اگر جدا جدا کر کے ان کو اصل مقامات سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ دیں تو وہ کام نہ دے گی غرض وضع الشیء فی محلہ کا نام استقامت ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ ہیئت طبعی کا نام استقامت ہے۔"

(الملفوظات جلد ہشتم ص۱)

(۲) استقامت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھا دیں اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ ان میں لذت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محسوس نہ ہو اور ان کے بغیر جی ہی نہ سکیں۔ گویا وہ اعمال روح کی غذا ہو جائیں اور اس کی روٹی بن جائیں اور اس کا آب شیریں بن جائیں کہ بغیر اسکے زندہ نہ رہ سکیں" (حقیقۃ الوحی)

ان حوالوں سے استقامت کی تعریف اس کی اہمیت اور اسکی ضرورت واضح ہو جاتی ہے۔ ان سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر انسان اپنی صلاحیتوں سے پوری طرح کام لے انکی نشوونما کے لئے جدوجہد کرے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے بھی مدد کا طلب گار ہے تو وہ استقامت کی یہ خوبی اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ استقامت جملہ صلاحیتوں کی صحیح نشوونما کا طبعی تقاضا ہے جب ہماری ہر ایک قوت اور صلاحیت اپنے عین محل اور مقام پر استعمال ہوگی تو اس کے نتیجہ میں طبعی طور پر ہمارے اندر استقامت کی صفت پیدا ہو جائے گی انفرادی اور اجتماعی طور پر ترقی کرنے اور کامیاب ہونے کے لئے اس صفت کو اپنے اندر پیدا کرنا خاص طور پر بہت ضروری ہے اگر دیکھا جائے تو آجکل لوگ بالخصوص نوجوان نسل سے تعلق رکھنے والے اچھے اور نیک کاموں میں بہت کم استقامت دکھاتے ہیں مثلاً نماز پڑھیں گے تو اس میں باقاعدگی اختیار کریں گے اور اس کی باقاعدہ ادائیگی اور پابندی میں غفلت برتیں گے انفرادی زندگی کے علاوہ دفتری اور کاروباری زندگی میں بھی عدم استقامت کی شکایت عام ہے بالعموم دباؤ یا خوف اور ڈر کے ماتحت کام کیا جاتا ہے جونہی یہ دباؤ ذرا کم ہوتا ہے کوشش اور کام پر بھی سستی غفلت اور کسل کا رنگ چھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری دفتری اور کاروباری زندگی میں وہ محنت توجہ اور لگن بہت کم دکھائی دیتی ہے جو ایک فرض شناس قوم کے کارکنوں کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے اور جس کے بغیر ہم زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے دین کے کاموں میں تو بدرجہ اتم غیر معمولی محنت ہمت اور فرض شناسی سے کام لینا اور پھر اس پر استقامت دکھانا ہمارا فرض ہے کیونکہ یہ کام ہم زید یا بکر کی خوشنودی کے لئے نہیں کرتے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر کرتے ہیں اور اس کی نظر سے ہمارے اعمال و کردار کا کوئی حصہ اور گوشہ کسی لمحہ بھی مخفی نہیں ہو سکتا

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی عظیم مہم کو سر کرنے کے لئے قائم کیا ہے اس جماعت کے تمام افراد کا خاص طور پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں استقامت کی صفت پیدا کریں جو نیک کام بھی شروع کریں اور جس تحریک میں بھی حصہ لیں اس پر استقامت کے ساتھ قائم رہیں زمانہ کی گردش اور مخالف حالات خواہ کوئی رخ اختیار کریں ہمارے پائے استقلال میں قطعاً جنبش نہیں آنی چاہیئے اور ہمیں قربانیوں اور ایثار میں استقامت دکھلا کر شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے غیر معمولی فضل اور برکات سے ہمیں متمتع فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے لئے واقفین زندگی کی ضرورت

مکرم الشیخ احمد صاحب طاہر سابق مبلغ انگلستان

وقف زندگی کا مطالبہ اگر غور کیا جائے۔ تو ایک اعتبار سے بہت عظیم مطالبہ ہے۔ ایک ایسے مادی دور میں جبکہ ہر ایک شخص دنیوی آرام و آسائش کے حصول کی دوڑ میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی جدوجہد مسلسل کر رہا ہو کسی سے کہا جائے کہ اللہ کے دین کی خاطر دنیا چھوڑ دو اور صرف اسی قدر دنیا میں رکھو جو قوت لایموت کا درجہ رکھتی ہو۔ اور اپنی ساری کوششیں اور صلاحیتیں تبشیر اسلام کے لئے قربان کر دو۔ تمہارا فکر تمہارا دل و دماغ تمہاری محنت۔ تمہاری قربانی تمہاری زندگی۔ تمہاری موت تمہاری خواہشیں تمہاری آرزوئیں بس صرف ایک ہی مقصد کے لئے ہوں یعنی قیام توحید باری اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچی ہوئی حسین تعلیم اسلام کی اشاعت کے لئے۔ تو یہ مطالبہ معمولی مطالبہ نہیں سمجھا جائے گا۔

لیکن اگر ہم اپنی فکر کا انداز تبدیل کریں اور سوچیں کہ دنیا کے ہر میدان میں خواہ وہ طبعی تحقیق کا ہو یا سائنسی ایجادات کا۔ علمی تفتیش اور تحقیق کا ہو یا تاریخی اور جغرافیائی اسرار کی تدقیق و تدوین کا ہر جگہ ہر علم و ہنر اور ہر فن کے واقفین نظر آتے ہیں۔ حتی کہ معمولی کاروبار و تجارت۔ لین دین زراعت۔ صنائی اور باغبانی وغیرہ میں بھی ایسے لوگ نظر آئیں گے۔ جنہوں نے اپنے پیشہ اور فن اور ہنر کے فروغ اور ترقی کے لئے اپنا آپ وقف کر رکھا ہے۔ جن کی تمام تر توجہ فکر اور کاوش محض اپنے فن پر مرکوز ہوتی ہے۔ تو ہمیں وقف زندگی کی تحریک کوئی انوکھی نظر نہیں آئے گی۔

اگر ہم دونوں پہلو مدنظر رکھیں۔ اور یہ سوچیں کہ اگر ابن بطوطہ دنیا کا سیاح کے لئے وقف ہو گیا تھا۔ فرہاد اپنی محبوبہ کی خاطر دنیا و مافیہا کو بھلا بیٹھا تھا۔ کولمبس امریکہ کی کوشش میں سالوں اپنے ملک اور عزیز و اقارب سے جدا رہا۔ واسکوڈے گاما ہندوستان کی دریافت میں کئی سال تک ساری دنیا کے گرد گھومتا رہا۔ نیوٹن اور گلیلیو اور دیگر سائنسدان تفتیش اور تحقیق میں ایسے کھو گئے کہ انہیں اپنے تن من دھن کی ہوش نہ رہی تھی۔ اگر دنیا کی خاطر جسے خدا تعالیٰ نے متاع قلیل قرار دیا ہے۔ لاکھوں لاکھ انسان وقف ہو سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے ابدی جنتیں حاصل کرنے کے لئے۔ اسلام کو ہمیشہ ہمیش کے لئے غالب کرنے کے لئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلانے کے لئے اگر پہلا اپنا آپ وقف کرنا پڑے تو کیا یہ کوئی ایسی قربانی ہے جس سے دریغ کیا جائے؟ کیا یہ کوئی ایسا مطالبہ ہے جو بے مثال ہے؟ کیا یہ مطالبہ وقف زندگی انوکھا ہے؟ کیا دنیا کی خاطر ایسی قربانیاں لوگوں نے نہیں دیں؟

ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ مطالبہ انوکھا نہیں البتہ آج کی اسلامی دنیا میں اسے اس اعتبار سے عظمت حاصل ہے۔ کہ جہاں لوگوں نے دنیا کی خاطر اپنی زندگی وقف کی۔ وہاں ہمیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے دین کی خاطر ہماری حقیر زندگی جو اسی کے بے پایاں فضل سے عطا ہوئی ہے۔ اپنی راہ میں قربان کرنے کی توفیق دے رہا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگر ہم یہ طرز فکر اپنائیں تو وقف زندگی کی تحریک میں ہمیں جوق در جوق شریک ہو کر اسلام کی اشاعت کرنی چاہیے وقف زندگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"کیسے افسوس کی بات ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے دس آدمیوں کی ضرورت ہو اور وہ بھی پوری نہ ہو۔ اور دوسری طرف جب یورپ میں اپنی قوموں کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے ان کے [illegible] آدمیوں نے اپنے آپکو پیش کر دیا ہو۔ اب جبکہ اسلامی جنگ شروع ہوئی ہے تو قدرتی بات ہے کہ باہر سے مانگ پہ مانگ آئے گی۔"

(الفضل ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء)

اسی طرح آپ واقفین کی ضرورت سے متعلق فرماتے ہیں:-

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغی مراکز کو وسیع کرنے اور مبلغین کا جال پھیلانے میں ہمیں خدا تعالیٰ نے بڑی بھاری کامیابی عطا کی ہے مگر اس میں مزید ترقی کی بڑی گنجائش ہے اور ابھی ہمیں ہزاروں واقفین زندگی کی ضرورت ہے جو دنیا کے چپہ چپہ پر تبلیغ کریں۔"

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۶۰ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے آج سے ۲۲ سال قبل فرمایا تھا۔

"اگر ہر پانچ سو افراد پر بھی ایک مبلغ ہو تو دو ارب بیس کروڑ کی آبادی کے لئے ہمیں پچاس لاکھ مبلغین کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء)
(مطبوعہ الفضل ۴ دسمبر ۱۹۵۲ء)

مگر آج تو دنیا کی آبادی ۳ ارب کے قریب ہے۔ لہذا مبلغین کی تعداد پچاس لاکھ سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ ہمیں امید ہے کہ اس جماعت کے سرفروش والدین اپنی اولادیں اس راہ میں وقف کریں گے۔ جن کی کوششوں کو خدا تعالیٰ بار آور کریگا۔ اور اسلام پر پھر سے وہی تازگی اور بہار کا سماں طاری ہو گا جیسا کہ پہلے ہو چکا۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ بے حساب فضل ہوگا کہ وہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے ہم ایسے کمزوروں کو قبول فرمائے۔ کیونکہ

منت ایزد را کہ نصرت داد ہمت اے خداوند
قصہ اے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

بالآخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اہم ارشادات پر یہ مضمون ختم کیا جاتا ہے۔ جن میں حضور علیہ السلام نے استقامت کی اہمیت اور اس کے پیدا کرنے کے ذرائع پر روشنی ڈالی ہے حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "جس قلب پر اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اپنا قبضہ کرتی ہے۔ وہ غیریت کو جلا کر اسے صرف اپنے لئے منتخب کر لیتی ہے۔ پھر اس میں ایک استقامت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ اصل جگہ پر آجاتی ہے۔ عضو کے ٹوٹنے پر چڑھنے میں جس طرح تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن ٹوٹا ہوا عضو کہیں زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ جو مکرر چڑھنے پر عارضی طور پر ہوتی ہے۔ اور پھر ایک راحت کا سامان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ عضو اسی طرح ٹوٹا رہے۔ تو ایک وقت آجاتا ہے کہ اس کو بالکل کاٹنا پڑتا ہے۔ اسی طرح استقامت کے حصول کے لئے اولاً ابتدائی مدارج اور مراتب کے کسی قدر تکلیف اور مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ لیکن اس کے حاصل ہونے پر ایک دائمی راحت اور خوشی پیدا ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص [illegible])

(۲) "آپ استقامت کے حصول کے لئے مجاہدہ کریں اور ریاضت سے اسے پائیں۔ کیونکہ وہ انسان کو ایسی حالت پر پہنچا دیتی ہے۔ جہاں اس کی دعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے ...... استقامت کے بعد انسانی دل پر برودت اور سکینت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کسی قسم کی ناکامی اور نامرادی پر بھی دل نہیں جلتا۔ لیکن دعا کی حقیقت سے ناواقف رہنے کی صورت میں ذرا ذرا سی نامرادی بھی آتش جہنم کی ایک لپٹ ہو کر دل پر مستولی ہو جاتی ہے۔ اور گھبرا گھبرا کر سب کچھ کھو دیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص۲۲)

(۳) "دعائیں مانگو استقامت چاہو اور درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے کثرت سے پڑھو مگر نہ منتر کے طور پر یا عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے۔"

(ایضاً ص۲۳)

(۴) دل کی استقامت کے لئے بہت استغفار پڑھتے رہیں۔"

(ایضاً ص۲۳۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کاموں اور نیک تحریکوں میں حصہ لینے اور پھر ان پر استقامت دکھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

اہم ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میری یہ خواہش ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رویا کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا۔ ایک تو تحریک جدید میں حصہ دینے والوں کے ذریعہ پورا ہوا کہ ہم پانچ ہزار تحریک جدید کے ماتحت مبلغ تیار کر دیں۔ جو اپنی تمام زندگی اعلائے کلمہ اسلام کے لئے وقف کئے ہوں پس میں باہمت نوجوانوں کو جو یا تو بی۔ اے ہوں یا مولوی فاضل اور انٹرنس ہوں کہتا ہوں کہ وہ اپنے آپکو وقف کریں۔" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۴۰ء)

محترم میاں نظام الدین صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

(مکرم مولوی عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ساہیوال)

مکرم میاں نظام الدین صاحب جو میرے اور اخی المکرم مولوی صدرالدین صاحب کے خسر تھے۔ آپ ۱۸۵۸ء میں کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مرزا عرف شادی اور والدہ کا نام بھاگن تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ آپ نے خاکسار سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ خود قادیان تشریف لے جاکر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت کرکے واپس اپنے گاؤں پہنچے تو انہوں نے وعظ کیا کہ خدا تعالیٰ کے امام مہدی اور مسیح موعود جو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث ہونے والے تھے وہ آگئے ہیں۔ ہم نے پوچھا وہ کہاں ہیں اور کون شخص ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ قادیان ضلع گورداسپور میں حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ سچے اور برحق امام مہدی ہیں میں ان کی بیعت کر آیا ہوں سو تم بھی ان کی بیعت کرلو اور ماننے سے محروم نہ رہ جاؤ۔

ان کی اس وعظ کا ہمارے دلوں پر بہت اثر ہوا اور ہم نے محسوس کیا کہ اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام سچے ہیں اور ہم آپ پر ایمان نہ لائے تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

میں نے ایک بہت ہی خوشکن اور مبشر خواب بھی دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک بستی ہے اس کے چاروں طرف تالاب (ڈھاب) ہے اور اس کے مغرب کی طرف ایک باغ ہے۔ میں نے دیکھا کہ مشرق کی طرف سے ایک بگھی آئی ہے جس پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہیں، اور حضور اقدس علیہ السلام کی بگھی کو آدمی کھینچ رہے ہیں۔ بگھی جب باغ کے قریب آئی تو اس ڈھاب میں سفید دو تہبان (کھیس چادریں) بچھادی گئیں اور سیدنا حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر رونق افروز ہوگئے۔ حضور کے ساتھی حضور کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ اور بھی بہت سے لوگ موجود ہیں۔ میں نے اور میرے بڑے بھائی عمر دین صاحب نے آگے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کیا۔ چنانچہ اس مبشر خواب اور حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب کی تحریک پر میں نے اور میرے بڑے بھائی عمر دین صاحب نے قادیان حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ میرے بھائی تو قادیان جاکر دستی بیعت بھی کر آئے اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد قادیان گیا۔ میں نے جو نقشہ خواب میں قادیان کا دیکھا تھا ویسا ہی پایا۔ ہمارے خسر میاں نظام الدین صاحب نے بتلایا کہ صوم و صلوٰۃ کے پورے پابند تھے۔

آدھی رات کو اٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے پھر طلوع فجر تک قرآن مجید کی سورتیں جو زبانی یاد تھیں اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تھے۔ انکو نصیحت آموز پنجابی اشعار کافی زبانی یاد تھے جو پڑھ پڑھ کر دوستوں اور بچوں کو سناتے رہتے تھے۔ جب بار آباد ہوئی تو تحصیل چشتیاں میں ایک چک نمبر ۱۰۷ نہر فتح پر ایک مربعہ زرعی زمین خرید کر آباد ہوگئے۔ پھر لیہ تھل میں زرعی زمین خریدی تو وہاں فروکش ہوگئے۔

آپ بڑی مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ دوسرے کو فائدہ پہنچانا آپ کا شیوۂ زندگی تھا۔ آجکل آپ اپنے بڑے بیٹے محمد اعظم کے پاس چک ۲۷۹ T.D.A رہتے تھے۔

مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ء کو ½ ۱ بجے دن کے وقت بخار سے بیمار ہو کر ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال کی عمر میں فوت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ موصی تھے جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد آپ ہی نے دعا کرائی۔

آپ کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ اور دوسری بیوی سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو سب کے سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خسر کو جنت الفردوس میں بلند مقام بخشے اور اپنی کامل رضاء سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء کرے۔ اللّٰھم آمین۔

نماز میں خشوع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔" (ملفوظات جلد دوم ص ۱۴۵)

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اعلان داخلہ طبیہ کالج ربوہ

طبیہ کالج ربوہ میں فرسٹ ایئر تا فورتھ ایئر کا داخلہ شروع ہوچکا ہے۔
انٹرویو ۹ بجے سے گیارہ بجے تک روزانہ
معیار داخلہ میٹرک یا ایف اے پاس۔
لائبریری۔ میوزیم اور لیبارٹری کا انتظام موجود ہے۔ طلباء کو عملی ٹریننگ کی سہولتیں بھی حاصل ہیں۔ ہوسٹل کا انتظام بھی ہے۔ صاف ستھرا تعلیمی ماحول۔
پراسپکٹس اور فارم داخلہ دفتر کالج سے طلب کریں۔
(پرنسپل طبیہ کالج ربوہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدہ اور وقت پر پہنچانا مجالس انصار اللہ کا اہم فرض ہے۔
قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

شہزین ✱ شہزین ✱ شہزین
مرض اٹھرا کی مؤثر ترین دوائی
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ ٹنڈو محمد خان گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۸۔ دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گولبازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔

قابل فروخت اراضی
محلہ دارالنصر ربوہ میں کالج کے قریب نہایت باموقع قطعات ۲۸، ۲۹/۲۱ دو کنال قابل فروخت ہیں۔ خواہشمند احباب ذیل کے پتہ پر خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔
غلام محمد معرفت بشیر احمد صاحب لاہوری مکان ۳۶/۲۱ دارالرحمت شرقی ربوہ۔

تریاق سلیمانی
قابل اعتماد، فائدہ بخش، مزیدار، بدہضمی، پیٹ درد، تبخیر معدہ۔ ہیضہ۔ تلی۔ قے۔ اسہال کی بندش۔ نفخ۔ سبزی جیسی کے لیے مفید ہے
دو روپیہ۔ چار روپے۔ پانچ روپے۔ آٹھ روپے
المنار دواخانہ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی بشارتوں کو دُنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی

ہوگا وہی جو خُدا چاہے گا وہ نہیں ہوگا جو دُنیا چاہے گی کیونکہ اللہ کی باتیں پُوری ہو کر رہتی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۶ر نومبر ۱۹۷۰ء میں سورۃ انعام کی آیت فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"اِس وقت سورۃ انعام کی جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس میں ہمیں بنیادی بات یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم شدہ سلسلے اور جماعتیں اِس بات پر پختہ یقین رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات یعنی اس کی بشارتوں اور وعدوں کو دُنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔

غافل انسان کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ جب تک وہ اپنی غفلت کی چادریں پھاڑ کر بیداری اور ہوشیاری اور نور کے سایہ تلے نہیں آجاتا اس وقت تک وہ اس شیطنت میں بھی شرک کرتا ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اپنی خواہشات اور اپنے احکام اور اپنے کلمات دُنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اگر کبھی اس کا اور اس کے پیدا کرنے والے ربّ کا مقابلہ ہوا تو وہ اپنے ربّ کو شکست دے گا اور خود کامیاب ہوگا۔ لیکن انسان کی ہدایت کے لئے جب اللہ تعالیٰ اپنے منصوبے بناتا اور ان کو جاری فرماتا ہے تو ایک ایسی جماعت پیدا کرتا ہے جو اس کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والی اور اس کے وعدوں پر پورا یقین رکھنے والی ہوتی ہے اور پھر اس طرح پر یہ ایک چھوٹی سی جماعت، یہ ایک بے سہارا جماعت، یہ ایک کم مایہ جماعت جب دُنیا کے اموال اور دُنیا کے اثر و رسوخ اور دُنیا کے جتھوں کے مقابلے پر آتی ہے تو وہ دُنیوی دولت اور وہ دُنیوی اثر و رسوخ اور وہ دُنیوی کثرت جو یہ سمجھتی ہے کہ ان کی مرضی چلے گی اور ان کے ربّ کی مرضی نہیں چلے گی ناکام ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا یہ نظارہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے کہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

دُنیا کی کوئی ایک طاقت تو کیا سب طاقتیں مِل کر بھی اس کے کلمات یعنی اس کے وعدوں اور بشارتوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا وہ نہیں ہوگا جو دُنیا چاہے گی کیونکہ دُنیا کے غرور اور دُنیا کے اموال اور طاقت میں مست لوگ جب اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے مقابلے پر آتے ہیں اور ظاہری اعتبار سے انہیں کم مایہ اور کمزور پاتے ہیں تو وہ مختلف قسم کے حربے اُن کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ وہ انہیں کہتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ انہیں کہتے ہیں کہ تم کافر ہو۔ انہیں کہتے ہیں کہ تم دین میں فتنہ پیدا کرنے والے ہو۔ اور خود ساری جہالتوں اور جہالت کے سبب اندھیروں کے باوجود یہ دعویٰ کرتے کہ وہ حق پر ہیں اور وہ صداقت پر ہیں اور سچائی ان کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ وہ لوگ جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں جن کے دل میں خدا اور اس کے رسول کے لئے ایک نامعلوم سی محبت ہوتی ہے انہیں اس طرح دھوکے میں ڈال کر حقیقت سے دُور اور صداقت سے پرے لے جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور الٰہی جماعت کی تکذیب ہوتی ہے تکفیر ہوتی ہے۔ ساری دُنیا اکٹھی ہو کر انہیں کافر کہنے لگ جاتی ہے۔ اسی طرح جب وہ دیکھتے ہیں کہ تھوڑے ہونے کے باوجود، کم مایہ ہونے کے باوجود، بے سہارا ہوتے ہوئے بھی یہ جماعت اُن سے خوف نہیں کھاتی یہ جماعت اس طرح نڈر ہے کہ جب یہ لوگ اس کے لئے آگ جلاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

ہمیں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے۔ آگ جتنی چاہو جلالو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی پُورا ہوتا ہے"

(الفضل ۲۷ر نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳،۲)

اسلام کیلئے مخلصانہ کوشش

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہر احمدی کے دل سے یہ آواز اُٹھنی چاہئیے کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ اے خدا تیری مدد کب آئے گی .... اے خدا تو اپنی مدد بھیج تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں ہی وہ دن دیکھ لیں کہ اسلام دنیا پر غالب آجائے .... اور دُنیا کے گوشہ گوشہ میں مسجدیں بن جائیں اور اللہ اکبر کی آوازوں سے سارا یورپ اور امریکہ گونج اُٹھے۔"

ہماری جماعت کے جملہ مخلصین کو چاہئیے کہ اُس مبارک زمانے کو قریب تر لانے کے لئے تحریک جدید کی تمام مالی قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں کیونکہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ کی آواز دل سے اُس وقت اُٹھتی ہے جب کہ انسان اللہ کے حضور اپنی انتہائی قربانیاں پیش کر چکا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زندگیوں میں ہی اسلام کے غلبہ کے دن دکھائے۔ آمین

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

جدید پریس کی عمارت کا افتتاح ملتوی کر دیا گیا

جدید پریس کی عمارت کا افتتاح ۱۳ر ستمبر کو عمل میں آنا تھا۔ بر وقت اسے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ امراء اضلاع اور احباب جماعت مطلع رہیں۔

(صدر تعمیر کمیٹی پریس۔ ربوہ)

صوبہ سرحد کے احباب کیلئے ضروری اعلان

صوبہ سرحد کے وہ احمدی احباب جو بوجہ مجبوری سرحد سے انتقال مکانی کر گئے ہیں مہربانی کر کے مندرجہ ذیل پتہ پر اپنا مکمل پتہ تحریر فرمائیں۔ نیز اُن کو کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں:-

پتہ:- مسجد احمدیہ واقعہ محلہ سید گلبادشاہ جی پشاور شہر۔

(امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع پشاور)

درخواست دعا

مکرم فضل کریم صاحب تبسم مشنری انچارج مشرقی صوبہ سیرالیون بو اجے بو میں گذشتہ دو تین ہفتہ سے بعارضہ فلو سخت بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفاء کامل عطا فرمائے اور اس علاقہ میں جہاں احمدی بکثرت ہیں خوب کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد اسمٰعیل منیر
نزیل سیرالیون

طبّی مشورہ

خاکسار آجکل ربوہ میں مقیم ہے۔ طبّی مشورہ اور علاج معالجہ کے لئے احباب صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے اور شام ۵ بجے سے ۷ بجے تک تشریف لائیں۔ خطرناک مریض کے لئے کسی وقت بھی رابطہ قائم کریں۔

میجر ڈاکٹر عبدالغفور زاہد ایم بی بی ایس آف سرگودھا۔ حضرت میاں عبدالسلام زرگر عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ فون نمبر ۵۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴